اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ ۔ھوالناصر

احرار خدا تعالیٰ کے خوف سے کام لیتے ہوئے مباہلہ کی شرائط طے کریں بغیر شرائط طے کئے احرار کے قادیان آنے کی غرض مباہلہ نہیں بلکہ فساد کرنا ہوگی اور اس کی ذمہ وار حکومت ہوگی یا احرار

احرار کوئی معین فیصلہ نہیں کرنا چاہتے

۳۰۔ اکتوبر ۱۹۳۵ء کو میں نے ایک پوسٹر اور ٹریکٹ شائع کیا تھا جس کا عنوان ''مجلس احرار کا مباہلہ کے متعلق ناپسندیدہ رویہ'' تھا۔ مجھے امید تھی کہ اس اعلان کے بعد مجلس احرار اپنے رویہ میں تبدیلی پیدا کر کے سنجیدگی سے مباہلہ کی گفتگو کی طرف مائل ہوگی۔ مگر افسوس کہ میری امید کے خلاف مجلس احرار نے اپنے رویہ کو اور بھی ناخوشگوار بنا لیا ہے۔ اور بجائے صحیح طریق اختیار کرنے کے تحریف سے کام لینا شروع کر دیا ہے۔

میرا مضمون بالکل واضح تھا۔ میں نے لکھا تھا کہ احرار نے اعلان کیا ہے کہ انہیں میری سب شرائط منظور ہیں۔ اس اعلان کے مطابق انہیں میری سب باتوں کو جو اس بارہ میں شائع ہو چکی

ہیں۔ تسلیم کرنا چاہیئے۔ اور ان باتوں میں سے بعض یہ ہیں۔
۱۔ مباہلہ میں پانچ سو یا ہزار آدمی بہ تراضی فریقین شامل ہوں۔ یعنی دونوں طرف سے یا پانچ سو یا ہزار آدمی برابر تعداد میں شامل ہوں۔
۲۔ مقام مباہلہ لاہور یا گورداسپور ہو۔ لیکن بعد میں احرار کے اس مطالبہ پر کہ مقام مباہلہ قادیان ہو۔ میں نے لکھا۔ کہ اگر احرار کو لاہور یا گورداسپور پر کوئی خاص اعتراض ہو یا وہ قادیان میں اپنی شان دکھانا چاہتے ہوں۔ تو قادیان ہی میں مباہلہ کیا جا سکتا ہے۔
۳۔ ایک کمیٹی دونوں فریق کی سب شرائط کو طے کرے۔ اور اس کے فیصلہ کے بعد:۔
۴۔ ایک تاریخی جو فیصلہ کے پندرہ دن بعد ہو مباہلہ کے لئے مقرر کی جائے۔ میں نے اس امر پر روشنی ڈالی تھی کہ خالی منظوری کے اعلان سے ان امور پر روشنی نہیں پڑتی۔ اور اس اعلان کی موجودگی میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ احرار نے میری سب شرطوں کو منظور کر لیا ہے۔
پس دونوں فریق کے نمائندے غیر معین شرائط کو معین کریں اور تفصیلات کو طے کریں۔ اور پھر بہ تراضی فریقین مباہلہ کی تاریخ مقرر کی جائے۔ ورنہ خود ہی تاریخ مقرر کر دینا شرائط کو ماننا نہیں ان کو ہنسی اڑانا ہے۔ اس قدر واضح اعلان کے بعد بھی میں دیکھتا ہوں کہ احرار صحیح طریق پر نہیں آتے اور نہ جماعت احمدیہ کے نمائندوں کے خطوط کا جواب دیتے ہیں۔ اور نہ اپنی طرف سے شرائط طے کرنے کے لئے نمائندے مقرر کرتے ہیں۔ بلکہ صرف ''مجاہد'' اخبار میں اعلان کرتے چلے جاتے ہیں جس کے یہ معنی ہیں کہ وہ کوئی معین فیصلہ کرنا نہیں چاہتے۔
میرے اشتہار کے جواب میں مسٹر مظہر علی صاحب اظہر نے جو بیان ''مجاہد'' میں شائع کیا ہے اور جو تقریریں انہوں نے اور ان کے ساتھیوں نے چنیوٹ میں کی ہیں ان میں جو باتیں انہوں نے بیان کی ہیں، وہ ذیل میں درج کر کے میں ان کا بھی جواب دے دیتا ہوں تا کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ احرار کن ہتھیاروں پر آ گئے ہیں۔

کیا شرائط کی منظوری اسی کا نام ہے

مسٹر مظہر علی صاحب نے چنیوٹ میں بیان کیا ہے کہ ''میں نے قادیان جا کر کہا تھا کہ مباہلہ قادیان میں ہونا چاہیئے۔ اور مرزا صاحب کی صداقت پر ہونا چاہیئے اور مرزا محمود نے تسلیم کر لیا ہے۔'' (مجاہد ۶ نومبر صفحہ ۲) اسی کے متعلق سید فیض الحسن صاحب سجادہ نشین

آلومہار نے بھی اپنی تقریر میں چنیوٹ میں کہا ہے کہ ’’مرزا محمود نے مجلس احرار کو چیلنج دیا ہے کہ آؤ مجھ سے مرزا کی نبوت پر قادیان آ کر مباہلہ کرو۔ زعمائے احرار نے مرزا محمود کے اس چیلنج کو قبول کرلیا ہے۔‘‘ (مجاہد صفحہ ۳) لیکن حقیقت یہ ہے کہ میں نے چیلنج اس امر کا دیا تھا کہ احرار جو یہ الزام لگاتے ہیں۔ کہ بانی سلسلہ احمدیہ اور جماعت احمدیہ رسول کریم ﷺ سے مرزا صاحب کے درجہ کو بڑھاتی ہے اور آنحضرت ﷺ کی ہتک کرتی ہے اس پر لاہور یا گورداسپور میں مباہلہ کرلیں۔ اس پر مجھے معلوم ہوا کہ احرار نے کہا ہے کہ بانی سلسلہ احمدیہ کی صداقت پر بھی مباہلہ ہو اور قادیان میں ہو۔ اس پر میں نے لکھا کہ اگر صداقت پر بھی مباہلہ کرنا ہے تو بےشک یہ مباہلہ بھی ہو۔ مگر یہ مباہلہ الگ ہو اور رسول کریم ﷺ سے بانی سلسلہ احمدیہ کو بڑھا کر پیش کرنے کے الزام کے متعلق الگ مباہلہ ہو۔ اور قادیان کے متعلق لکھا کہ اگر احرار کو لاہور یا گورداسپور پر کوئی خاص اعتراض ہے تو وہ قادیان آ سکتے ہیں۔ اب ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ چنیوٹ کی تقریر میں صدر احرار کانفرنس نے قطعاً غلط بیانی سے کام لیا ہے۔

(۱) بانی سلسلہ احمدیہ کے دعویٰ کے متعلق مباہلہ کے چیلنج کو میری طرف منسوب کیا ہے حالانکہ یہ چیلنج احرار کی طرف سے تھا۔ اور شاید مسٹر مظہر علی صاحب اظہر کو اپنے صدر کی تقریر یاد نہ تھی کہ انہوں نے اپنی تقریر میں یہ تسلیم کیا ہے کہ یہ چیلنج خود ان کی طرف سے تھا۔

(۲) صدر صاحب کہتے ہیں کہ مرزا محمود نے قادیان آ کر مباہلہ کرنے کا چیلنج دیا ہے حالانکہ میں نے لاہور یا گورداسپور کا چیلنج دیا تھا نہ کہ قادیان کا اور اظہر صاحب نے اپنی تقریر میں اس کو بھی تسلیم کیا ہے کہ یہ تجویز خود ان کی طرف سے تھی۔

(۳) اظہر صاحب نے جہاں ان دو باتوں میں اپنے صدر صاحب کے بیان کی قلعی کھولدی ہے، وہاں اپنی طرف سے ایک غلط بیانی زائد بھی کردی ہے اور وہ یہ کہ وہ کہتے ہیں کہ ’’میں نے کہا کہ مباہلہ قادیان میں ہونا چاہیئے۔ اور مرزا غلام احمد کی صداقت پر ہونا چاہیئے۔ مرزا محمود نے تسلیم کرلیا ہے کہ بےشک احرار قادیان میں ہی آ کر ہم سے مباہلہ کرلیں۔‘‘

اس فقرہ کو پڑھ کر ہر شخص یہی سمجھے گا کہ مباہلہ قادیان میں ہونا چاہیئے اور سلسلہ احمدیہ کی صداقت میں ہونا چاہیئے اور سلسلہ احمدیہ کی صداقت کے متعلق ہی ہونا چاہیئے۔ نہ کہ ہتک آنحضرت ﷺ فداہ قلبی ونفسی کے الزام کے متعلق۔ جس کا یہ مطلب ہے کہ گویا میں نے

اصل بنائے مباہلہ کو ترک کر دیا ہے۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے میں نے کبھی اصل بنائے مباہلہ کو ترک نہیں کیا۔ بلکہ اس کے برعکس میں نے تو یہ کہا تھا کہ احرار اس لئے ہتک آنحضرت ﷺ کے الزام کے متعلق مباہلہ کرنے سے گریز کرتے ہیں کہ انہیں معلوم ہے کہ مسلمانوں میں سے تعلیم یافتہ طبقہ جانتا ہے کہ احرار کا یہ الزام کہ بانی سلسلہ احمدیہ اور جماعت احمدیہ نے آنحضرت ﷺ کی ہتک کی ہے' بالکل غلط اور بے بنیاد ہے۔ لیکن پھر بھی ہم احرار کے اس مطالبہ کو تسلیم کر لیتے ہیں کہ صداقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بھی مباہلہ ہو جائے بشرطیکہ یہ مباہلہ پہلے مباہلہ کے علاوہ ہو۔ اور اس کے لئے الگ پانچ سو آدمیوں کی تعداد دونوں فریق کی طرف سے پیش کی جائے لیکن لیڈر وہی ہوں۔ اب رہا مباہلہ میں شامل ہونے والوں کی تعداد کا سوال۔ اس کے متعلق صدر احرار کانفرنس چنیوٹ میں بیان کرتے ہیں کہ

''۲۳۔ نومبر کو زعمائے احرار اور ہزاروں مسلمان قادیان کے میدان مباہلہ میں پہنچ جائیں گے۔'' (مجاہد ۶ نومبر صفحہ ۲)

ان الفاظ سے واضح ہے کہ میری بیان کردہ شرائط کو وہ صرف میرے لئے حجت قرار دیتے ہیں۔ اور خود اس پر کاربند ہونے کے لئے تیار نہیں۔ لیکن اس کے باوجود اخبار میں اعلان کرتے چلے جاتے ہیں کہ انہیں میری سب شرائط منظور ہیں۔ اگر شرائط کی منظوری اسی کا نام ہے تو کوئی خدا کا بندہ یہ بتائے کہ نامنظوری کسے کہتے ہیں۔

مباہلہ کرنے والوں کی فہرستیں

میں نے لکھا تھا کہ ضروری ہے کہ شرائط کے تصفیہ کے ساتھ مباہلہ کرنے والوں کی فہرستیں بھی دی جاتیں تا کہ ان کے متعلق تحقیق کر لی جائے۔ اظہر صاحب کہتے ہیں۔ اگر ان میں سے کوئی بیمار ہو گیا تو اس کا کیا علاج ہوگا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس کا علاج آسان ہے۔ اور وہ یہ کہ دس یا پندرہ فیصدی نام مطلوبہ تعداد سے زیادہ دے دیئے جائیں۔ اگر پانچ سو میں سے یا ہزار میں سے جتنی تعداد کا بھی فیصلہ ہو' بعض لوگ نہ پہنچ سکیں تو ان کی خالی جگہ زائد تعداد میں سے پُر کر لی جائے۔ ہاں اگر اظہر صاحب کو یہ خیال ہو کہ شائد وہ پانچ کا پانچ سو ہی نہ پہنچ سکے تو پھر کیا ہوگا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ جن لوگوں کے ساتھ خدا تعالیٰ کا یہ معاملہ ہو کہ پندرہ فی صدی سے زائد آدمی ریزرو رکھ کر بھی ان کے غیر حاضروں کی کمی پوری نہ ہو سکے۔ تو یہی سمجھا

جائے گا کہ خدا تعالیٰ نے اس قوم کو مباہلہ سے بھی پہلے پکڑ لیا ہے۔ ورنہ دس پندرہ فی صدی کی اتنی تعداد ہے کہ عام حالات میں اس قدر آدمیوں کا ایسے اہم کام کے لئے پختہ وعدہ کر کے نہ پہنچ سکنا ایک خلاف عقل بات ہے۔ اور یا تو وہ لوگ عذاب الٰہی میں مبتلا ہونے کی وجہ سے اس حد تک معذور ہو جائیں گے۔ یا پھر یہ سمجھا جائے گا کہ دین کے لئے قربانی کرنے کا ان میں مادہ ہی نہیں۔ اور یہ خون ان کے باطل پر ہونے کا ایک ثبوت ہوگا۔ شائد اظہر صاحب کو اپنا پہلا فقرہ یاد نہیں رہا۔ اسی لئے وہ ساتھ یہ فقرہ بھی لکھ گئے ہیں کہ ’’ہم اپنی طرف سے ان کی ہزار کی شرط کو بھی منظور کر چکے ہیں۔‘‘ (مجاہد ۵ نومبر صفحہ ۷) یہ عجیب لطیفہ ہے۔ کہ اپنی نسبت تو وہ لکھتے ہیں کہ پانچ سو یا ہزار کی شرط مرزا محمود کی عائد کردہ ہے۔ ہمارے نمائندے ہزار سے بھی بہت زیادہ ہوں گے۔ اور ہماری نسبت لکھتے ہیں کہ ہم انہیں پانچ سو یا ہزار کا پابند نہیں کرتے بلکہ جس قدر آدمی ان کو مل سکیں۔ وہ لے آئیں جب دونوں فریق کو ہی انہوں نے اس شرط سے آزاد کر دیا۔ تو اس فقرہ کے معنی ہی کیا ہوئے کہ اپنی طرف سے ہم ان کی ہزار کی شرط کو بھی منظور کر چکے ہیں۔ انہیں تو یہ لکھنا چاہیئے تھا کہ ہم اس شرط کو دونوں فریق پر سے اڑا چکے ہیں۔

احرار کا تاریخ مباہلہ مقرر کرنا

میں نے اعتراض کیا تھا کہ احرار کو ۲۳۔ نومبر کی تاریخ مقرر کرنے کا حق حاصل نہیں ہے۔ ان کے اس اعلان کے بعد کہ انہیں میری سب شرائط منظور ہیں، میرے شائع کردہ اعلان کی روشنی میں یا تو تاریخ مقرر کرنے کا حق مجھے حاصل ہے یا دونوں فریق کو مجموعی طور پر۔ اس پر مسٹر مظہر علی صاحب اظہر لکھتے ہیں کہ ’’شائد مرزا صاحب کو بھول گیا ہے۔ کہ وہ اپنے خطبہ مطبوعہ ۱۸۔ اکتوبر میں کہہ چکے ہیں کہ:۔

> ’’خدا تعالیٰ نے ان (احرار) کی گردن پکڑی ہے، اس لئے کسی کو سامنے آنے کی جرأت نہیں ہوئی۔ اگر ہمت ہے تو سب کے سب آئیں۔‘‘

اول تو اس فقرہ میں تحریف ہے۔ لیکن اسے درست سمجھ کر بھی میں ہر اردو دان شخص سے پوچھتا ہوں کہ کیا اردو سے مس رکھنے والا شخص اس عبارت کے وہ معنی کر سکتا ہے جو اظہر صاحب نے کئے ہیں۔ میں نے یہ فقرہ اس موقعہ پر استعمال کیا تھا کہ احرار باقاعدہ سب لیڈروں کی طرف سے مباہلہ کو منظور کرنے کی بجائے ایک شخص کو قادیان بھیج دیتے ہیں جو اپنی طرف سے

ایک اعلان کر دیتا ہے۔ کیوں نہیں سب کے سب جو میرے مخاطب ہیں اس کی منظوری کا اعلان کرتے۔ اس سے تاریخ کا تعیین کا حق احرار کو کہاں سے ملا۔

احرار کی دھینگا مشتی

لطیف یہ ہے کہ میرے جس خطبہ سے یہ فقرہ چنا گیا ہے اس کے آخر میں میرا یہ فقرہ بھی موجود ہے کہ:۔

''جب نہ کوئی تاریخ مقرر ہوئی ہے نہ شرائط طے ہوئے ہیں تو احمدی فرار کیسے کر گئے۔ فرار تو تب ہے کہ شرائط طے ہو جائیں وقت مقرر ہو جائے اور پھر ایک فریق نہ آئے'' (الفضل ۸۔ اکتوبر)

اس فقرہ سے صاف ظاہر ہے کہ میرے نزدیک شرائط کا طے ہونا اور اس کے بعد وقت کا مقرر کیا جانا دونوں فریق کے اختیار میں رکھا گیا ہے نہ کہ احرار کو اختیار دیا گیا ہے کہ جو چاہو شرط پیش کر دو اور جو چاہو وقت مقرر کر دو۔ جب میرے نزدیک اب تک شرائط ہی طے نہیں ہوئیں تو میں تاریخ سے کس طرح اتفاق کر سکتا ہوں۔

اسی طرح میرے خطبہ مطبوعہ ۶۔ اکتوبر میں لکھا ہے:۔

''جو شرائط احرار پیش کرنا چاہتے ہیں وہ پیش کریں تا کہ جلد سے جلد مباہلہ کی تاریخ اور مقام کی تعیین کا اعلان کیا جا سکے۔''

ان فقرات کی موجودگی میں اور بغیر اس کے کہ زبان ان معنوں کی اجازت دیتی ہو جو میرے مذکورہ بالا فقرہ سے مسٹر مظہر علی صاحب اظہر نے نکالے ہیں' احرار کے لئے یہ حق نکال لینا کہ وہ جو تاریخ چاہیں مقرر کر دیں' معقولیت نہیں بلکہ دھینگا مشتی ہے۔

احرار کی ٹال مٹول کی وجہ

اب میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ احرار کا اس قسم کی ٹال مٹول سے مطلب کیا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ احرار کو اس سال قادیان میں کانفرنس کرنے سے حکومت نے روک دیا تھا۔ جب انہوں نے میرا چیلنج مباہلہ پڑھا تو انہوں نے سوچا کہ مباہلہ تو خیر دیکھا جائے گا۔ اس موقعہ سے فائدہ اٹھا کر ہم حکومت سے برسرِ پیکار ہوئے بغیر قادیان میں کانفرنس کر لیں گے۔ کیونکہ مباہلہ کا چیلنج جماعت احمدیہ کی طرف سے ہے اور ان کے بلانے پر جائیں گے' حکومت ہم کو روکے گی نہیں۔ چنانچہ یہ امر دل میں رکھ کر انہوں نے فیصلہ کیا کہ بغیر اس کے کہ شرائط تحریر طے نہ ہوئی ہونگی اور کئی باتیں

عین موقعہ پر ایسی نکل آئیں گی جن کی بناء پر مباہلہ سے انکار کیا جا سکے گا۔ ہاں اس بہانہ سے قادیان میں کانفرنس کا موقعہ مل جائے گا۔

تاریخ مباہلہ کے متعلق اس قدر عرصہ پہلے اعلان کرنے سے غرض یہ تھی کہ اگر وہ میری شرط مانتے کہ شرطیں طے ہونے کے بعد تاریخ مقرر کی جائے اور پندرہ دن کی مہلت دی جائے تو اس صورت میں اس عرصہ میں انہیں اپنا انتظام کرنا اور ہنگامہ کے لئے لوگوں کو جمع کرنا مشکل ہوتا۔ اب انہوں نے قریباً ڈیڑھ ماہ پہلے آپ ہی تاریخ مقرر کر دی تا کہ اس عرصہ میں لوگوں کو آمادہ کر کے کانفرنس کی تیاری کر لیں۔

یہ باتیں جو میں نے بیان کی ہیں، ان کے مندرجہ ذیل ثبوت ہیں:۔

(۱) احرار اپنی تمام تقریروں میں لوگوں کو ۲۳۔نومبر کے دن قادیان پہنچنے کے لئے کہہ رہے ہیں۔ اور عام تحریک کی جا رہی ہے کہ لوگ اس دن ہزاروں کی تعداد میں قادیان پہنچیں۔

(۲) اس خیال سے کہ شائد بہت سے لوگ مباہلہ کے نام سے قادیان جانے کے لئے تیار نہ ہوں گے۔ اس امر کی بنیاد رکھی جا رہی ہے کہ ایک جماعت ایسی ہوگی جو صرف مباہلہ کو دیکھنے آئے گی۔ چنانچہ مسٹر مظہر علی صاحب اظہر اپنے جواب لکھتے ہیں کہ:۔

> ''مجلس مباہلہ کا انتظام جس طرح مرزا محمود فرمائیں، ہمیں منظور ہوگا۔ فقط یہ احتیاط چاہیئے کہ مباہلین کو دیکھنے والے لوگوں کی راہ میں روکاوٹ نہ ڈالی جائے۔'' (مجاہد ۵۔نومبر صفحہ ۵)

اس عبارت سے اور احرار کی تقریروں سے جو وہ باہر کر رہے ہیں۔ صاف ظاہر ہے کہ پبلک کے کچھ حصہ کو یہ کہہ کر قادیان آنے کی تحریک کی جا رہی ہے کہ وہاں چل کر مباہلہ دیکھنا۔ تا کہ مباہلہ کی آڑ میں ایک بڑا اجتماع کر کے ممنوعہ کانفرنس کی جا سکے۔ بلکہ نظارہ بینوں کے لئے روک نہ ہونے کے مطالبہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت فساد کرنے کی صورت میں بھی مدنظر ہے۔

(۳) قادیان کے اردگرد کے دیہات میں احرار کی طرف سے لوگ جا کر لوگوں کو کہہ رہے ہیں کہ ۲۳۔نومبر کو مباہلہ بھی ہوگا۔ اس دن لوگ مباہلہ دیکھنے کے لئے جمع ہوں۔ اس دیدار نمائی کی تحریک کے اس کے سوا کیا معنی ہو سکتے ہیں کہ لوگ جمع ہو جائیں اور کانفرنس کی جا

سکے۔ اور ہو سکے تو کچھ فساد بھی کھڑا کر دیا جائے۔ ورنہ مباہلہ میں نہ لمبی چوڑی تقریریں ہوتی ہیں کہ ان کے سننے کے لئے لوگوں کو بلایا جا رہا ہے۔ اور نہ وہاں کوئی تماشا ہونا ہے کہ جس کے دیکھنے کے لئے علاقہ کے لوگوں کو جمع کیا جا رہا ہے۔ مباہلہ ہو کر چھپ جائے گا اور لوگوں کو خود حالات معلوم ہو جائیں گے۔

(۴) مگر ان سب دلائل سے بڑھ کر چوتھی دلیل وہ اشتہار ہے۔ جو'' (مولانا) عنایت اللہ امیر مجلس احرار قادیان (ضلع گورداسپور)'' کی طرف سے قادیان کے نواحی علاقہ میں شائع ہو رہا ہے۔ اس اشتہار میں چندہ کی اپیل کی گئی ہے اور لکھا ہے کہ:۔

''پچھلے سال قادیان میں جو کانفرنس ہوئی تھی' اس میں نصف لاکھ کے قریب مسلمان جمع ہوئے تھے۔ حالانکہ کانفرنس کا پہلا سال تھا۔ اس سال انشاء اللہ لاکھوں کی تعداد میں مسلمان قادیان میں جمع ہونے والے ہیں۔''

احرار کی قادیان میں فساد پیدا کرنی کی نیت

غرض مذکورہ بالا باتوں سے ثابت ہے کہ احرار کی اصل غرض مباہلہ نہیں بلکہ کانفرنس کا انعقاد ہے۔ اور قادیان میں مباہلہ ہونے پر اصرار بھی اسی وجہ سے ہے۔ مگر قادیان ہمارا مقدس مقام ہے۔ ہم مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے بعد اس کو سب دنیا سے زیادہ عزیز جانتے ہیں۔ ہم یہ نہیں کر سکتے کہ اپنے ہاتھوں سے فساد کی جگہ بنائیں۔ اسلام نے اس اصل کو تسلیم کیا ہے کہ مقدس مقامات دوسرے لوگوں کی شرارتوں سے پاک رہنے چاہئیں۔ پس کوئی وجہ نہیں کہ ہم احرار کو کانفرنس کے انعقاد میں مدد دیں۔ اس لئے میں صاف لفظوں میں کہہ دینا چاہتا ہوں کہ ہم قادیان میں مبالہ کے لئے تیار ہیں مگر کانفرنس کے لئے نہیں۔ اگر احرار کو فی الواقع مباہلہ منظور ہے تو

۱۔ شرائط طے کر لیں

۲۔ پھر ایک تاریخ بتراضی طرفین مقرر ہو جائے جس کی اطلاع حکومت کو بغیر انتظام دے دی جائے گی۔

۳۔ اگر وہ قادیان میں مباہلہ کرنا چاہتے ہیں تو لوگوں کو جو عام دعوت انہوں نے دی ہے' اس کو عام اعلان کے ذریعہ سے واپس لیں۔

۴۔ مجلس احرار ہمیں یہ تحریری وعدہ دے کہ مباہلہ کے دن اور اس سے چار دن پہلے اور چار دن بعد کوئی اور جلسہ یا کانفرنس سوائے اس مجلس کے جو مباہلہ کے دن بغرض مباہلہ منعقد ہوگی، وہ منعقد نہیں کریں گے۔ اور نہ جلوس نکالیں گے اور نہ کوئی تقریر کریں گے۔ اور یہ تحریر مجاہد میں بھی شائع کر دی جائے۔

۵۔ یہ کہ ان کی طرف سے مباہلہ کرنے والوں کے سوا جن کی فہرست ان کو پندرہ دن پہلے سے دینی ہوگی کوئی شخص باہر سے نہ تحریری نہ زبانی بلایا جائے گا۔ نہ وہ (اس صورت میں کہ انہیں ہماری ضیافت منظور نہ ہو) کسی کی رہائش کا یا خوراک کا جماعتی حیثیت میں یا منفردانہ حیثیت میں مذکورہ بالا نو ایام میں انتظام کریں گے۔

۶۔ مباہلہ کی جگہ پر مباہلہ کرنے والوں اور منتظمین اور پولیس کے سوا اور کسی کو جانے کی اجازت نہ ہوگی۔

اگر وہ مذکورہ بالا باتوں پر عمل کرنے کے لئے تیار نہ ہوں تو ہر حق پسند شخص تسلیم کرے گا کہ احرار کی نیت مباہلہ کی نہیں بلکہ اس بہانے سے قادیان میں کانفرنس کرنے کی ہے۔ پس میں یہ واضح طور پر کہہ دینا چاہتا ہوں کہ اس صورت میں ہم قادیان میں نہیں بلکہ گورداسپور یا لاہور میں مباہلہ کریں گے۔ وہاں بے شک جس قدر آدمیوں کو چاہیں، بلالیں۔ گو اس صورت میں بھی مباہلہ کرنے والوں کے علاوہ دوسرے آدمیوں کو میدان مباہلہ میں آنے کی اجازت نہ ہوگی۔ میرے اس اعلان کے بعد بغیر شرائط طے کئے کے اور بغیر ایسی تاریخ کے مقرر کئے کے جو دونوں فریق کی رضامندی سے ہو۔ اگر احرار ۲۳۔ نومبر یا اور کسی تاریخ کو قادیان آئیں تو اس کی غرض محض کانفرنس ہوگی نہ کہ مباہلہ۔ اور اس صورت میں اس کی ذمہ داری یا تو حکومت پر ہوگی یا احرار پر۔ جماعت احمدیہ پر اس کی کوئی ذمہ واری نہ ہوگی۔

ایک افتراء کی تردید

مباہلہ کے متعلق تو جو کچھ میں نے لکھنا تھا لکھ دیا ہے۔ مگر میں ایک اور افتراء کی بھی جو مظہر علی صاحب اظہر نے میری نسبت کیا ہے تردید ضروری سمجھتا ہوں۔ مسٹر اظہر صاحب نے اپنے جواب میں میرے خطبہ سے ایک فقرہ جو ذیل میں درج ہے۔ نقل کیا ہے۔ تحریریں صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہوں، کسی اور احمدی کی نہ ہوں۔ کیونکہ اور احمدیوں سے بعض دفعہ غلطی بھی ہو جاتی

ہے۔ بہرحال دوسروں کی تحریر حجت نہیں ہوسکتی۔'' (الفضل مطبوعہ ۶۔اکتوبر)

اس فقرہ کو نقل کر کے مسٹر مظہر علی صاحب اظہر لکھتے ہیں۔ کہ ''اس عبارت میں مرزا صاحب نے صاف الفاظ میں تسلیم کیا ہے کہ ان کی اور ان کے بھائیوں اور متبعین کی تحریروں میں توہین رسول کریم ﷺ اور توہین مکہ معظّمہ و مدینہ منورہ موجود ہے۔ چونکہ مرزا صاحب نے اقبال جرم کر لیا ہے' اس لئے ہم نے انہیں مجبور نہیں کیا۔'' (مجاہدہ ۵۔اکتوبر صفحہ ۷ کالم ۳)

میرا پہلا جواب تو اس کے متعلق یہ ہے کہ لعنة اللّٰہ علی الکاذبین اور یہ کہ اگر اس عبارت سے یہ مطلب نکلتا ہو۔ یا میرے دل میں کوئی ایسی بات ہو تو اللہ تعالیٰ کا عذاب مجھ پر اور میری اولاد پر ہو۔ اگر مسٹر مظہر علی صاحب میں کوئی تخم دیانت باقی ہے اور انہوں نے صحیح سمجھ کر یہ فقرات لکھے ہیں۔ تو کیا وہ جرأت کریں گے کہ وہ بھی ایک اعلان کر دیں کہ میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس فقرہ کا یہی مطلب ہے کہ مرزا محمود احمد اور اس کے بھائی اور جماعت احمدیہ رسول کریم ﷺ کی ہتک کیا کرتی ہے' اور اس میں اقبال جرم ہے۔ اور اگر میں اس بیان میں لوگوں کو دھوکا دیتا ہوں تو اللہ تعالیٰ کی مجھ پر اور میرے بیوی بچوں پر لعنت نازل ہو۔ اظہر صاحب کے لئے اس قسم کی لعنت کا اعلان کرنا بڑی بات نہیں کیونکہ وہ جس فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں' ان کے نزدیک حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ پر لعنت بھیجنا بھی کار ثواب سمجھا جاتا ہے۔ اگر اپنے لئے اور اپنے بیوی بچوں کے لئے انہوں نے لعنت طلب کر لی جس کا طلب کرنا ان پر واجب ہو گیا ہے تو یہ انہیں زیادہ گراں نہیں گزرنا چاہئے۔

مسٹر مظہر علی صاحب نے تحریف کی

دوسرا جواب میں یہ دینا چاہتا ہوں کہ اظہر صاحب نے اپنی سہولت کے لئے اس فقرہ میں تحریف کی ہے۔ میرا اصل فقرہ یہ ہے۔ ''اور احمدیوں سے بعض دفعہ غلطی بھی ہو جاتی ہے۔ اور پھر ان کی غلطیوں کی اصلاح بھی ہو جاتی ہے۔ لیکن بہرحال دوسروں کی تحریر حجت نہیں ہوسکتی۔'' (الفضل مطبوعہ ۶۔اکتوبر)

ناظرین دیکھیں کہ مسٹر مظہر علی صاحب اظہر نے کس طرح تحریف سے کام لیا ہے۔ ایک نہایت ضروری فقرہ جو دو فقروں کے درمیان ہے' خاموشی سے اڑا دیا ہے۔ قرآن کریم میں

تحریف ماننے والے لوگوں کے لئے یہ کوئی عجیب بات نہیں۔لیکن پھر بھی اس طرح اخبار میں دوسرے کے کلام کو محرف کر کے پیش کرنا انتہا درجہ کی دلیری ہے۔ ہر عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ میرے مندرجہ بالا فقرہ نے اس امر کو واضح کر دیا ہے کہ چونکہ ہر شخص اعلیٰ پایہ کا نہیں ہوتا۔اگر کبھی اس سے کوئی غلطی ہو جائے تو وہ جماعت کی طرف منسوب نہیں ہوسکتی۔خصوصاً جبکہ اس کا علم ہونے پر جماعت اس سے برأت ظاہر کر دے۔اس سے یہ کہاں سے نکلا کہ میں نے اقبال کر لیا ہے کہ مجھ سے اور میرے بھائیوں سے اور دیگر احمدیوں سے **نعوذ باللّٰہ من ذالک** رسول کریم ﷺ کی ہتک ہوئی ہے۔میں نے تو اپنے سابق اشتہار میں خدا تعالیٰ کی مؤکد عذاب قسم کھائی تھی کہ رسول کریم ﷺ افضل الرسل اور سید ولد آدم تھے۔'' کیا آپ کی ہتک کرنے والا شخص یہ قسم اور مؤکد بعذاب قسم کھا سکتا ہے۔یہ تو میری قسم ہے۔اس کے علاوہ مباہلہ کے جو الفاظ مباہلین کے لئے (جن میں مَیں میرے بھائی اور دوسرے احمدی شامل ہوں گے میں نے تجویز کئے ہیں۔اس عبارت پر مشتمل ہیں۔

> ''ہم پر اور ہمارے بیوی بچوں پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہو۔اگر ہم رسول کریم ﷺ پر کامل یقین نہ رکھتے ہوں۔آپ کو خاتم النبیین نہ سمجھتے ہوں آپ کو افضل الرسل یقین نہ کرتے ہوں اور قرآن کریم کو تمام دنیا کی ہدایت اور راہ نمائی کے لئے آخری شریعت نہ سمجھتے ہوں۔'' (الفضل ۶۔اکتوبر)

جب اس اخبار میں جس کا فقرہ اظہر صاحب نے نقل کیا ہے۔یہ الفاظ موجود ہیں جو مباہلہ کے وقت میں اور میرے بھائی اور دیگر احمدی کہیں گے تو کس طرح کوئی عقل منداس فقرہ کے یہ معنی کر سکتا ہے کہ میں نے تسلیم کر لیا ہے کہ ہم نے رسول کریم ﷺ کی ہتک کی ہے۔

دوسروں کی تحریروں میں غلطی کا امکان

میں نے جو بات کہی ہے' صرف یہ ہے کہ ہر جماعت میں بعض لوگ جہاد کی وجہ سے یا بعض منافق جماعت کو بدنام کرنے کے لئے ایسے امور شائع کر دیتے ہیں یا بیان کر دیتے ہیں جو اس جماعت کے اعتقاد کے خلاف ہوتے ہیں۔اگر جماعت کو اطلاع ہوتی ہے تو وہ ان کی تردید کر دیتی ہے۔پس چونکہ دوسروں کی بعض تحریروں میں غلطی کا امکان ہو سکتا ہے۔اس لئے حجت صرف بانی سلسلہ کی تحریروں سے پکڑی جاسکتی ہے۔اور یہ ایسی بات

نہیں جو جماعت احمدیہ سے مخصوص ہو۔ ہر جماعت کا یہی حال ہے۔کوئی قوم بھی نہیں کہہ سکتی کہ ہمارے ہر منصف یا خطیب کی تحریر یا بات قابل قبول ہے۔

اور اس وجہ سے تمام فرقے قابل حجت صرف اپنے سلسلہ کے بانی کی کتب کو تسلیم کرتے ہیں یا ایسے آئمہ کو جن کو وہ خالی از خطا سمجھتے ہوں اور اس بحث میں نہیں پڑتے کہ بعض اور قابل اعتبار علماء بھی ہو سکتے ہیں۔ مثلاً مسلمان غیر قوموں سے بحث کے وقت صرف قرآن کریم پر انحصار رکھتے ہیں۔ دوسری سب کتب کی نسبت کہتے ہیں۔ کہ صحیح ہونگی۔ تو تسلیم کریں گے ورنہ نہیں۔ کیا اس کا یہ مطلب لیا جائے گا۔ کہ مسلمانوں کے نزدیک سب بزرگوں نے جھوٹ بولا ہے۔ (نعوذ باللہ من ذالک) مثال کے طور پر یہ بات لے لیجئے۔ کہ مظہر علی صاحب جس فرقہ سے یعنی شیعہ مذہب سے تعلق رکھتے ہیں۔ وہ بھی اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ اور سنی بھی اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ اب اگر کوئی عیسائی ایک مسلمان پر یہ اعتراض کرے کہ تمہارے رسول کریم ﷺ تو (نعوذ باللہ من ذالک) لوگوں سے ڈر کر خدا تعالیٰ کے حکام کو چھپا لیا کرتے تھے اور اس کی تائید میں وہ اظہر صاحب کے ہم مذہبوں کی معتبر کتاب تفسیر صافی کا حوالہ صفحہ ۱۴۷ سے دے کر آنحضرت ﷺ کو جب حضرت علیؓ کی ولایت کے اعلان کا حکم ہوا۔ تو آپ نے نعوذ باللہ من ذالک لوگوں سے ڈر کر اس حکم کو چھپایا تو اب بتائیں۔ کہ ایک مسلمان کے لئے اس کے سوا کیا چارہ ہے۔ کہ وہ کہے کہ اظہر صاحب یا ان کے ہم مذہبوں نے اگر غلطی کی ہو تو اسلام اس کا ذمہ وار نہیں ہمارے لئے تو قرآن کریم حجت ہے۔ اور وہ تو رسول کریم ﷺ کی نسبت فرماتا ہے۔ کہ **انک لعلیٰ خلق عظیم** کہ سب اعلیٰ اخلاق بہ حد کمال تیرے اندر پائے جاتے ہیں۔ پس قرآن کریم کی اس شہادت کے بعد ہم ایسی خرافات کو کب تسلیم کر سکتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ لوگوں سے خوف کھا کر احکام الٰہی کو چھپا لیتے تھے خواہ یہ قول احرار کے سیکرٹری کا مذہب ہو یا اس کی جماعت کا یا مثلاً اگر کوئی کینہ در دشمن یہ اعتراض کرے کہ مسلمانوں نے یہ تسلیم کیا ہے۔ کہ نعوذ باللہ من ذالک قرآن کریم محرف ومبدل ہے اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ مجلس احرار کے سیکرٹری مسٹر مظہر علی صاحب اظہر کا جس فرقہ سے تعلق ہے ان کی کتابوں میں یہ لکھا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ وغیر ہم کو قرآن کریم بطور امانت دیا گیا تھا۔ **حرفوہ وبدلوہ** انہوں نے نعوذ باللہ من ذالک اس میں تحریف کر دی۔

اوراسے بدل دیا۔جس کی وجہ سے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ (نعوذ باللہ من ذالک) منافق ہو گئے تھے۔ **لقدنا فقا قبل ذالک ورد اعلیٰ اللّٰہ** (فروع کافی جلد ۳ صفحہ ۶۱ ۔ ۶۲) تو اب ایک غیرت مند مسلمان سوائے اس کے کیا کہہ سکتا ہے۔ کہ احرار کے سیکرٹری کا یا اس کی جماعت کا خواہ کچھ مذہب ہو۔ ہم پر قرآن کریم حجت ہے۔ جب وہ کہتا ہے۔ کہ **انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون**۔[1] ہم نے ہی قرآن کو نازل کیا ہے۔ اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ تو ایسی خرافات کو ہم غلط سمجھتے ہیں۔ اوراسی طرح جب قرآن کریم **السابقون الاولون** کی تعریف کرتا ہے۔ اورانہیں ہمارے لئے نمونہ قرار دیتا ہے۔ تو جو شخص برا کہتا ہے۔ وہ اسلام کے خلاف کہتا ہے۔ اور چونکہ قرآن کریم کے سوا اور اس قول کے سوا جو رسول کریم ﷺ سے ثابت ہوا اور کوئی قول مسلمانوں پر حجت نہیں۔ اس لئے ہم ان حوالوں کو کوئی وقعت نہیں دیتے۔ تو اب بتائیں کہ کیا اس کے یہ معنی ہونگے۔ کہ ایسا شخص سب آئمہ اسلام کو قرآن کریم کے خلاف چلنے والا کہتا ہے۔ بہر حال جب سلسلہ احمدیہ کی خصوصیات کا ذکر ہوگا۔ تو حجت صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی باتیں ہوں گی۔ باقی باتوں سے ہم اختلاف کر سکتے ہیں۔ پس جو کچھ میں نے لکھا۔ درست لکھا۔ اور اظہر صاحب کا اعلان محض فساد اور لوگوں کو بھڑکانے کی نیت سے ہے۔

آخر میں مَیں پھر مسلمانوں کے فہمیدہ طبقہ سے اپیل کرتا ہوں۔ کہ احرار کو مجبور کریں۔ کہ وہ شرائط کا تصفیہ کر کے مسلمہ فریقین تاریخ پر احمدیوں سے مباہلہ کریں۔ اور اس قسم کی اشتعال انگریزی اور غلط بیانی سے پرہیز کریں جو انہوں نے اختیار کر رکھی ہے۔ تا حق اور باطل میں فرق ہو۔ اور خدا تعالیٰ کا جلال ظاہر ہو۔ آمین

واخر دعوانا الحمدللّٰہ رب العلمین

خاکسار

مرزا محمود احمد (خلیفۃ المسیح الثانی امام جماعت احمدیہ)

۷۔ نومبر ۱۹۳۵ء

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ ۔ھوالناصر

کیا احرار واقعہ میں مباہلہ کرنا چاہتے ہیں

برادران! السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ کچھ عرصہ سے لیڈران احرار لوگوں پر یہ ظاہر کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ گویا وہ تو مباہلہ کرنے کے خواہش مند ہیں لیکن امام جماعت احمدیہ اس سے گریز کر رہا ہے۔ میں افسوس سے کہنا چاہتا ہوں کہ احرار کا یہ اعلان قطعاً درست نہیں اور تقویٰ اور طہارت کے بالکل خلاف ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ احرار سلسلہ احمدیہ اور اس کے بانی پر یہ اعتراض کرتے تھے کہ ان کے نزدیک رسول کریم ﷺ کی عزت نہیں کرتے بلکہ آپؐ کی ہتک کرتے ہیں۔ اور اسی طرح یہ کہ بانی سلسلہ احمدیہ اور جماعت احمدیہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ سے قادیان کو (نعوذ باللہ من ذالک) افضل سمجھتے ہیں۔ اور اگر مکہ مکرمہ اور مدینہ منور کی اینٹ سے اینٹ بھی بج جائے تو بھی وہ خوش ہوں گے۔ میں نے اس الزام کی تردید کی اور ان امور پر جماعت احرار کو مباہلہ کا چیلنج دیا۔ اور اپنی طرف سے یہ شرطیں پیش کیں کہ

(۱) پانچ سو یا ہزار آدمی دونوں طرف سے مباہلہ میں شامل ہوں اور یہ لوگ امام جماعت احمدیہ اور ناظرانِ سلسلہ احمدیہ اور پانچ لیڈرانِ احرار کے جن کے نام دیئے گئے تھے اور جن کی شمولیت ضروری قرار دی گئی تھی۔ علاوہ ہوں۔

(۲) مباہلہ لاہور یا گورداس پور میں ہو۔

(۳) دونوں طرف کے نمائندے مل کر تفصیلات طے کر لیں۔ اور اگر میری مقررہ کردہ شرائط میں تبدیلی مناسب ہو تو وہ بھی تراضی فریقین سے کی جاسکتی ہے اور

(۴) ان مراحل کے بعد مباہلہ کی تاریخ کا اعلان کیا جائے جو تصفیہ شرائط کے بعد پندرہ دن کے وقفہ پر ہو۔ ان میں سے ایک بات بھی نہیں جو احرار نے تسلیم کی ہو۔ اور باوجود اس کے وہ شور مچا رہے ہیں کہ وہ مباہلہ کے لئے تیار ہیں۔

میرے اس اعلان پر مظہر علی صاحب اظہر نے یہ کہا تھا کہ وہ قادیان میں مباہلہ کرنا چاہتے ہیں۔ ان کے الفاظ تھے۔ ''ہم مرزا محمود کو کوئی موقع نہیں دینا چاہتے کہ وہ مباہلہ سے پہلو تہی کر سکے۔ ہاں یہ ضروری وہ گا کہ مباہلہ قادیان میں ہو۔'' (مجاہد ۲۔ اکتوبر ۱۹۳۵ء صفحہ ۲) چونکہ میں سمجھتا تھا کہ یہ لوگ کم از کم دین کے ایسے اہم معاملہ میں ہنسی مذاق سے کام نہ لیں گے' میں نے اعلان کر دیا کہ اگر قادیان پر انہیں اصرار ہے تو بہت اچھا ہمیں یہی منظور ہے مگر باقی شرائط کا تصفیہ ہو جانا ضروری ہے۔ اور میں نے فیصلہ جلد کرانے کے لئے اپنی طرف سے نمائندوں کی ایک کمیٹی بھی مقرر کر دی۔ جنہوں نے تصفیہ شرائط کے لئے زعمائے احرار کو الگ الگ رجسٹری چٹھیاں لکھیں مگر ان میں سے کسی کی طرف سے بھی کوئی جواب نہیں ملا۔ اگر احرار ثابت کر دیں کہ یہ رجسٹری چٹھیاں ان کو نہیں ملیں یا یہ کہ انہوں نے ان کا جواب بذریعہ ڈاک دے دیا تھا تو میں ایک سو روپیہ احرار کو انعام دینے کے لئے تیار ہوں۔ اور اس غرض کے لئے مسٹر سیف الدین صاحب کچلو کو ثالث ماننے کو تیار ہوں۔ جب بھی احرار چاہیں جماعت احمدیہ کا نمائندہ ایک سو روپیہ مسٹر کچلو کے پاس جمع کرا دے گا۔ اس کے پندرہ دن کے اندر احرار اپنا ثبوت کچلو صاحب کے سامنے پیش کر دیں۔ اور اگر کچلو صاحب ان کے حق میں فیصلہ کریں تو روپیہ ان کو دیدیں اور اگر فیصلہ ہمارے حق میں ہو' یا پندرہ دن کے اندر احرار ثبوت پیش نہ کریں تو روپیہ جمع کرانے والے کو واپس مل جائے۔

الغرض احرار کی طرف سے ہمارے کسی خط کا بذریعہ خط جواب نہیں دیا گیا۔ آخر بار بار زور دینے پر اظہر صاحب نے میرے نام ۱۴۔ اکتوبر کو ایک تار ی بھیجا۔ (یہ عجیب بات ہے کہ اس موقع پر یہی ہمیں کوئی چٹھی نہیں بھجوائی گئی حالانکہ اس قدر پہلے تار بھجوانا بالکل بے معنی تھا۔) کہ وہ ۲۳۔ نومبر کو مباہلہ کے لئے آ جائیں گے۔ اس کا جواب ناظر شعبہ تبلیغ جماعت احمدیہ کی

طرف سے ۱۶۔ اکتوبر کو دیا گیا جس میں یہ لکھا گیا کہ پہلے حسب اعلان شرائط کا تصفیہ ہونا ضروری ہے' اس کے بعد مباہلہ کی تاریخ مقرر ہوگی۔

اس کا جواب احرار کی طرف سے آج تک نہیں ملا۔ لیکن باوجود اس کے وہ لوگوں کو یہ دھوکہ دے رہے ہیں کہ وہ مباہلہ کرنا چاہتے ہیں لیکن امام جماعت احمدیہ اس سے گریز کرنا ہے۔ اگر میرا یہ دعویٰ غلط ہے کہ ۱۶۔ اکتوبر کو ان کے نام ان کے تار کے جواب میں ایک چٹھی ہماری جماعت کی طرف سے بھیجی گئی یا یہ غلط ہے کہ اس چٹھی کا جواب اس وقت تک ناظر دعوۃ و تبلیغ کو بذریعہ چٹھی احرار کی طرف سے نہیں ملا تو میں اس پر ایک سو روپیہ کا مزید انعام مقرر کرتا ہوں۔ اور اس کے لئے بھی مسلمانوں کے مشہور لیڈر مسٹر سیف الدین صاحب کچلو کو ثالث تسلیم کرنے کو تیار ہوں۔ اگر وہ دونوں طرف کے کاغذات کو دیکھ کر اور اور ثبوت سن کر یہ فیصلہ کر دیں کہ جماعت احمدیہ کی طرف سے احرار کو کوئی ایسی تحریر نہیں بھیجی گئی یا یہ کہ اس تحریر کا جواب احرار کی طرف سے بذریعہ خط ناظر دعوۃ وتبلیغ جماعت احمدیہ کو دے دیا گیا تھا تو ایک سو روپیہ مجلس احرار کو ہماری طرف سے ادا کر دیں ورنہ ان کے خلاف فیصلہ ہونے پر یا اس صورت میں کہ پندرہ دن کے اندر اندر وہ اپنا ثبوت مسٹر کچلو کے پاس پیش نہ کریں' وہ رقم روپیہ جمع کرانے والے کو واپس کر دی جائے گی۔ جب بھی احرار چاہیں یہ روپیہ مسٹر کچلو صاحب کے پاس ہمارا کوئی نمائندہ جمع کرا دے گا۔ اگر احرار دیانت سے کام لے رہے ہیں تو یہ فیصلہ جو میں خود انہیں کے ایک ہم مذہب کے سپرد کرتا ہوں' وہ اس کے لئے آمادہ ہو جائیں اور مقررہ انعام ہم سے وصول کر لیں۔

یہ درست ہے کہ احرار نے ہمارے چیلنج کے جواب میں اخباروں میں یہ اعلان کرنا شروع کیا تھا کہ انہیں سب شرائط منظور ہیں۔ لیکن حقیقتاً یہ درست نہیں تھا کیونکہ اول اگر انہیں واقعی سب شرائط منظور تھیں تو کیوں انہیں ان شرائط کے تحریر میں لانے سے گریز تھا۔ دوسرے میری شائع کردہ شرطوں میں یہ شرط بھی شامل تھی کہ دونوں طرف کے نمائندے مل کر آخری ڈھانچہ شرائط کا طے کر لیں۔ لیکن جب وہ جماعت احمدیہ کے نمائندوں کو جواب تک نہیں دیتے تھے تو اس شرط کا پورا ہوا تو الگ رہا' شرطوں کے پورا ہونے کا امکان تک باقی نہ رہا تھا۔

جب معاملہ اس حد تک پہنچا اور میں نے دیکھا کہ ایک طرف تو احرار شرطوں کو تحریر میں نہیں

لاتے اور دوسری طرف مباہلہ کے بہانے سے لوگوں میں کانفرنس کی تیاری کی تحریک کر رہے ہیں تو میں نے مناسب سمجھا کہ اب اس معاملہ کا دوٹوک فیصلہ ہو جانا چاہیئے ۔ چنانچہ میں نے اس خیال سے کہ شاید احرار میری اخباری اعلانات کا جواب دینے میں اپنی ہتک محسوس کرتے ہوں ۔ (گو اس میں ہتک کی کوئی بات نہ تھی) میں نے ناظر دعوۃ تبلیغ کو اپنا نمائندہ ہونے کی تحریر لکھ دی ۔ اور یہ تحریر بذریعہ رجسٹری ۱۵ ۔ نومبر کو انہوں نے مجلس احرار کو بھجوا کر خواہش کی کہ وہ ان سے شرائط کا تصفیہ کرلیں ۔ لیکن آج تک اس کا بھی کوئی جواب احرار کی طرف سے نہیں دیا گیا ۔ اگر میرا یہ بیان درست نہیں تو میں اس کے غلط ثابت کرنے کیلئے بھی مزید ایک سو روپیہ کی رقم مجلس احرار کیلئے بطور انعام مقرر کرتا ہوں ۔ اگر وہ یہ ثابت کر دیں کہ ایسا رجسٹری خط انہیں نہیں بھجوایا گیا یا یہ کہ اس رجسٹری کا جواب وہ میری اس تحریر سے پہلے ناظر دعوۃ وتبلیغ کو تحریراً بھجوا چکے ہیں تو ایک سو روپیہ جو میرا کوئی نمائندہ پہلے سے مسٹر کچلو کے پاس جمع کرا دے گا مسٹر کچلو کے پاس جمع کرا دے گا مسٹر کچلو احرار کے سپرد کر دیں گے ۔ لیکن اگر وہ میری بات کو غلط ثابت نہ کر سکے یا روپیہ جمع کرانے کے بعد پندرہ دن کے اندر انہوں نے مسٹر کچلو کے پاس اپنا ثبوت پیش نہ کر دیا تو پھر یہ روپیہ جمع کرانے والے کو واپس دے دیا جائے گا ۔

دوسری حرکت جس کا ارتکاب احرار کی طرف سے ہو رہا تھا یہ تھی کہ وہ اس مباہلہ کے چیلنج کو قادیان میں کانفرنس کے انعقاد کا ذریعہ بنا رہے تھے ۔ میں نے اس امر کا ثبوت پیش کر کے اپنے اشتہار مورخہ ۷ ۔ نومبر کے ذریعہ اعلان کر دیا کہ اگر احرار فی الواقع مباہلہ کرنا چاہتے ہیں نہ کہ کانفرنس یا جلسہ تو اخباروں میں اعلان کر دیں کہ وہ زمانہ مباہلہ میں قادیان میں علاوہ مجلس مباہلہ کے وہ کوئی اور کانفرنس یا جلسہ نہیں کریں گے نہ اپنی طرف سے نہ ماتحت مجالس کی طرف سے اور نہ افراد کی طرف سے ۔ اور یہ کہ وہ صرف انہیں لوگوں کو ساتھ لائیں گے جن کے نام مباہلہ کی فہرست میں آ جائیں جو فہرست کے شائع شدہ شرائط کے مطابق پانچ سو یا ہزار سے زائد نہیں ہونی چاہیئے ' سوائے دس یا پندرہ فی صدی کے جو بطور ریزرو رکھے جائیں تا غیر حاضروں کی جگہ ان سے پر کی جائے ۔ اور میں نے لکھا تھا کہ ایسی تحریر ہمیں قبل از وقت دینے کی صورت میں ہم قادیان میں ہی مباہلہ کرنے پر تیار ہوں گے ۔ اور اگر وہ یہ تحریر نہ دیں اور ایسا اعلان کریں تو اس کے یہ صاف معنی ہوں گے کہ وہ مباہلہ کا کانفرنس کا بہانہ بنانا چاہتے ہیں ۔

(تفصیل کے لئے دیکھو میرا اشتہار مطبوعہ ۷۔نومبر ۱۹۳۵ء) مگر افسوس کہ اس وقت تک ان کی طرف سے نہ تو یہ اعلان ان الفاظ میں ہوا ہے جن الفاظ میں کہ میرا مطالبہ تھا اور نہ ہی ایسی کوئی تحریر ہمارے مطالبہ کے مطابق ہمیں دی گئی ہے۔ اگر یہ میرا بیان درست نہیں تو اس کے لئے بھی میں شرائط مذکورہ بالا کے مطابق ایک سو روپیہ کا مزید انعام مقرر کرتا ہوں۔ جماعت احمدیہ کے نمائندے احرار کے اشتہارات اور نیز بعض گواہوں کو گواہیوں سے یہ ثابت کریں گے کہ مباہلہ کے علاوہ احرار اس موقع پر قادیان میں ایک اور اجتماع بھی کرنا چاہتے تھے۔ اگر احرار اس کی تردید کریں کہ کانفرنس کی تحریک کا کوئی اشتہار ان کے قادیان کے کارکن اور صدر کی طرف سے شائع نہیں ہوا اور یہ کہ ان کے زعماء نے مختلف جگہوں میں مباہلہ کرنے والے کے سوا دوسرے لوگوں کو بھی اس موقع پر قادیان میں جمع ہونے کی تحریک نہیں کی اور جلسہ اور تقریروں کی امید نہیں دلوائی تو وہ اس کا اعلان کر دیں جس پر جماعت احمدیہ کی طرف سے ایک سو روپیہ کچلو صاحب کے پاس جمع کروا دیا جائے گا جو احرار کے ثبوت کو سچا سمجھنے کی صورت میں ان کو بلا توقف یہ رقم دے دیں گے۔ ورنہ عدم ثبوت یا پندرہ دن تک ثبوت پیش نہ کرنے کی صورت میں یہ رقم روپیہ جمع کرانے والے کو واپس کر دیں گے۔ ہاں یہ شرط ہوگی کہ میرے ان سب مطالبات جن کے متعلق میں نے انعامات مقرر کئے ہیں، کٹھی تحقیق کی جائے۔ ایک ایک کو الگ الگ لینے کی اجازت نہ ہوگی تا کہ معاملہ لٹکتا نہ چلا جائے۔ سوائے اس صورت کے کہ احرار ان مطالبات میں سے بعض کے اپنی غلطی تسلیم کرلیں کہ اس اس بارہ میں ہم سے غلطی ہوگئی ہے اس لئے صرف فلاں فلاں معاملے کی ہم تحقیق کرانا چاہتے ہیں۔

اگر احرار کو مسٹر سیف الدین صاحب کچلو کی شخصیت پر اعتراض ہو تو میں اس امر کے لئے بھی تیار ہوں کہ مسٹر عبداللہ یوسف علیؓ صاحب آئی۔سی ایس ریٹائرڈ۔ یا سر محمد یعقوب یا مولانا ابوالکلام صاحب آزاد میں سے کسی کو ان امور کے تصفیہ کے لئے تجویز کر دیا جائے۔ مذکورہ بالا اشخاص میں سے جس پر بھی احرار کو اعتماد ہو میں شرائط مذکورہ بالا کے مطابق فیصلہ ان پر چھوڑنے کے لئے تیار ہوں اور احرار کی منظوری کے بعد مقررہ روپیہ فوراً جماعت احمدیہ کی طرف سے ان کے پاس جمع کرا دیا جائے گا۔

برادران! اگر احرار کو مباہلہ کرنا مطلوب ہے نہ کہ کانفرنس تو قادیان پر نہیں کیوں اصرار

ہے۔ کیا شریعت کی رو سے قادیان کے باہر مباہلہ ہو نہیں سکتا یا کیا نعوذ باللہ من ذالک اللہ تعالیٰ کی قادیان میں حکومت ہے اور باہر اس کی حکومت نہیں ہے۔ ہمارے لئے تو ایک وجہ موجود ہے کہ حکومت نے احرار کو قادیان میں کانفرنس سے روکا ہوا ہے مگر وہ مباہلہ کے بہانہ سے اپنا اجتماع کر کے حکومت کے حکم کو رد کرنا چاہتے ہیں۔ دوسرے قادیان' مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے بعد اور ان سے اتر کر ہمارا مقدس مقام ہے اور ہم نہیں چاہتے کہ ایک جوش کے موقعہ پر وہاں لوگ جمع ہوں اور فساد کی کوئی صورت پیدا ہو مگر احرار کو قادیان میں مباہلہ کرنیکی کوئی وجہ نہیں۔ اور اگر یہاں مباہلہ کرنیکی کوئی غرض ہو بھی تو مباہلہ والوں کے علاوہ دوسرے لوگوں کو جمع کرنے کی کوئی وجہ نہیں اور ان کا اصرار کرنا کہ یا تو ہم مباہلہ قادیان میں کریں گے ورنہ نہیں کریں گے ایک ایسی بات ہے جس کی نسبت ہر عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ وہ بالکل غیر ضروری اور نامعقول ہے۔

اب میں مسٹر مظہر علی صاحب اظہر کے اس جواب کو لیتا ہوں جو انہوں نے حکومت کو بھجوایا اور اخبارات میں شائع کرایا ہے۔ آپ اس میں لکھتے ہیں۔ ''آپ کی چٹھی نمبر ۳۴۷ ایس۔ ایس۔ بی مورخہ ۲۔ جولائی ۱۹۳۵ء کو (متن میں) گورنمنٹ کا جو فیصلہ درج کیا گیا تھا اس کے مطابق مجوزہ سالانہ تبلیغ کانفرنس ترک کر دی گئی تھی۔ مرزا محمود احمد نے اس پر مجلس احرار کو چیلنج دینا شروع کر دیا کہ وہ مباہلہ کے لئے رضامند ہے۔ اور انہوں نے مجلس کے لیڈروں کو اپنے معتقدوں کے ہمراہ قادیان آنے اور ان کا مہمان بننے کے لئے اخبار الفضل مطبوعہ ۶۔ اکتوبر ۱۹۳۵ء میں دعوت دی تھی۔ اس لئے مجلس کو مجبوراً یہ چیلنج قبول کرنا پڑا۔'' (نبدے ماترم ۲۰۔ نومبر ۱۹۳۵ء) اس چٹھی سے مسٹر مظہر علی صاحب نے چیف سیکرٹری صاحب گورنمنٹ پنجاب پر اور اس کو شائع کر کے عوام الناس پر یہ اثر ڈالنے کی کوشش کی ہے کہ

(۱) احرار نے چونکہ قادیان میں کانفرنس ملتوی کر دی تھی' اس وجہ سے امام جماعت احمدیہ نے انہیں چیلنج دینا شروع کر دیا۔ یعنی ان کی اس مجبوری سے ناجائز فائدہ اٹھا کر انہیں لوگوں میں ذلیل کرنا چاہا۔

(۲) احرار قادیان آنے کا ارادہ ترک کر چکے تھے مگر چونکہ امام جماعت احمدیہ نے انہیں قادیان آنے کا چیلنج دیا' وہ اس چیلنج کو قبول کرنے پر مجبور ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ احرار پر رحم کرے

کہ وہ اسلام کو اس طرح بدنام نہ کریں کیونکہ یہ دونوں باتیں صریح جھوٹ ہیں۔ یہ بات بالکل غلط ہے کہ چونکہ احرار کو قادیان میں کانفرنس کرنے سے روک دیا گیا تھا' اس لئے میں نے احرار کو مباہلہ کا چیلنج دینا شروع کر دیا۔ میرا مباہلہ کا چیلنج لاہور یا گورداسپور کے لئے تھا۔ اگر میں نے اس ممانعت سے ناجائز فائدہ اٹھانے کے لئے چیلنج دیا ہوتا تو میں قادیان آنے کا چیلنج دیتا نہ کہ لاہور یا گورداسپور کا۔ دوسری بات بھی یعنی یہ کہ احرار نے قادیان آنے کا ارداہ ترک کر دیا تھا مگر جب میں نے ان کو چیلنج دیا کہ وہ قادیان آ کر مباہلہ کریں تو مجبوراً انہوں نے اس چیلنج کو قبول کیا ویسی ہی جھوٹ ہے جیسی کہ پہلی بات۔ انہوں نے ہرگز میرے چیلنج پر مجبور ہو کر قادیان آنے کا ارادہ نہیں کیا بلکہ خود انہوں نے مجھے مجبور کیا کہ میں قادیان میں مباہلہ کروں۔ چنانچہ ۲۔اکتوبر ۱۹۳۵ء کے مجاہد میں مظہر علی صاحب اظہر کی جو تقریر شائع ہوئی ہے اس کا عنوان یہ ہے۔

''مرزا محمود کی دعوت مباہلہ کا کیفیتِ موت طاری کر دینے والا جواب مباہلہ قادیان میں ہونا چاہئے۔ مرد ہو تو بال بچوں سمیت میدان میں نکل آ ؤ۔'' پھر اصل اعلان میں یہ فقرہ درج ہے۔ ''ہم مرزا محمود کو کوئی موقع نہیں دینگے کہ وہ مباہلہ سے پہلو تہی کر سکے ہاں یہ ضرور ہوگا کہ مباہلہ قادیان میں ہو۔'' (مجاہد ۲۔اکتوبر ۱۹۳۵ء) اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ میرے مجبور کرنے پر انہوں نے قادیان آنا منظور نہیں کیا۔ بلکہ خود انہوں نے اپنی طرف سے یہ شرط لگائی کہ وہ صرف قادیان میں مباہلہ کر سکتے ہیں باہر نہیں۔ اس کے بعد احرار کا حکومت کو یہ لکھنا کہ ہم تو قادیان نہ جاتے تھے مرزا محمود نے ہمیں مجبور کر کے قادیان بلایا ہے' کیا کسی عقلمند انسان کے نزدیک بھی درست ہو سکتا ہے؟ اور کیا یہ فعل دیانت داری کا فعل سمجھا جا سکتا ہے؟ میں مذکورہ بالا دونوں امور کے لئے بھی سوسو روپیہ مزید انعام مقرر کرتا ہوں کہ

(۱) اگر میرے اعلانات سے یہ نتیجہ نکل سکے کہ میں نے مباہلہ کا چیلنج اس لئے دیا تھا کہ احرار کو قادیان آنے کی ممانعت تھی یا

(۲) یہ ثابت ہو جائے کہ احرار تو قادیان آنے کو تیار نہ تھے مگر میں نے انہیں مجبور کیا کہ وہ ضرور قادیان آ کر ہی مباہلہ کریں تو سوسو روپیہ مزید انعام ان دونوں باتوں کے ثابت ہونے پر مجلس احرار کو جماعت احمدیہ کی طرف سے دیا جائے گا۔ اور اس انعام کے تصفیہ کے

لئے بھی میں مذکورہ بالا شرائط اور مذکورہ بالا ثالثوں میں سے کسی ایک کو پیش کرتا ہوں۔ کیا میں امید کروں کہ مجلس احرار ان امور کے لئے مذکورہ بالا شرائط کے ماتحت مذکورہ بالا لوگوں میں سے کسی ایک سے فیصلہ کرانے کو تیار ہوگی؟ یہ لوگ سب کے سب غیر احمدی ہیں اور احرار کے ہم مذہب ہیں اور مسلمانوں کے مسلمہ لیڈر ہیں۔ اور ان میں سے کسی ایک کی نسبت بھی یہ شبہ نہیں کیا جا سکتا کہ وہ احرار کے مقابل پر میری رعایت کریں گے۔ بلکہ ہر انصاف پسند تسلیم کرے گا کہ میں نے گویا خود احرار کے اپنے ہم مذہبوں کے سپرد ان امور کا فیصلہ کر دیا ہے۔ مگر اس فیصلہ کے لئے یہ شرط ہوگی کہ تحریری صورت میں با دلائل دیا جائے اور دونوں فریق کے دلائل کو نقل کر کے وجوہِ فیصلہ لکھی جائیں اور دونوں فریق کو ایک ایک نقل اس کی فوراً دے دی جائے تا کہ بعد میں اس فیصلہ کو شائع کیا جا سکے۔

برادران! میں اس بارہ میں جو کچھ کر سکتا تھا وہ میں نے کر دیا ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے خوف کو دل میں رکھ کر انصاف سے کام لیں گے اور احرار کی اس دھوکہ دہی کا ازالہ کریں گے کہ وہ لوگوں کو یہ کہتے پھرتے ہیں کہ احمدی مباہلہ سے گریز کرتے ہیں جو بالکل جھوٹ اور غلط ہے۔ ہم اب بھی مباہلہ کے لئے تیار ہیں لیکن شرط یہ ہے کہ پہلے دونوں فریق کے نمائندے آپس میں تحریری طور پر شرائط طے کر لیں۔ اور مجلس مباہلہ کے لئے ایک مسلمہ فریقین صدر مقرر ہو جاوے جو اس امر کا ذمہ وار ہو کر مسلمہ فریقین شرائط کی پابندی کی جائے گی اور مباہلہ لاہور یا کسی ایسے مقام پر جو طرفین کے لئے پُرامن اور مناسب ہو وقوع میں آ جائے۔ لیکن اگر اب بھی احرار کو قادیان میں مباہلہ ہونے پر اصرار ہو تو پھر اس صورت میں انہیں چاہیئے کہ میری شائع کردہ شرائط کے ماتحت سمجھوتہ کر لیں۔ اس صورت میں ہم ان کے ساتھ مل کر حکومت کو لکھ دیں گے کہ مباہلہ قادیان میں دونوں فریق کی ذمہ واری پر ہوگا۔ اور کسی قسم کی بدنظمی کا خطرہ نہ ہوگا۔ اور اگر یہ بھی منظور نہ ہو تو آؤ یوں کر لیں کہ فریقین مباہلہ کے الفاظ کی تعیین کر لیں اور دونوں فریق اپنے اپنے الفاظ پر دستخط کر کے ایک دوسرے کو دے دیں تا کہ رسالہ کی صورت میں اسے شائع کر دیا جائے۔ آخر مباہلہ کی دعا خواہ تحریر میں آئے یا زبانی کی جائے ایک سا اثر رکھتی ہے۔ اور خدا تعالیٰ جس طرح منہ کی باتیں سنتا ہے قلم کی تحریر سے بھی آگاہ ہوتا ہے۔ لیکن اگر ان سب باتوں کے باوجود احرار مباہلہ پر تیار نہ ہوں لیکن غلط بیانی سے

کام لیتے چلے جاویں تو انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں غلط بیانیوں کا نکھار ہو کر رہے گا۔ ان کی غلط بیانیاں چند دن تک انہیں نفع دے سکتی مگر ہمیشہ کے لئے نہیں۔ بعض لوگ جوش کی حالت میں اگر ان کے فریب میں آ بھی جائیں تو بے شک آ جائیں مگر صداقت آخر غالب آ کر رہے گی۔ اور جلد یا بدیر دنیا پر کھل جائے گا کہ یہ سب کارروائی احرار نے شہید گنج کی غلطیوں پر پردہ ڈالنے کے لئے کی تھی۔ ایک زندہ اور خبردار خدا کے ہاتھ میں ہماری قسمتیں ہیں وہ جھوٹ کو کبھی سرسبز نہیں ہونے دے گا۔ وہ اس دھوکہ کو قائم نہیں رہنے دے گا۔ اس مالک یوم الدین خدا کے پاس ہماری اپیل ہے کہ وہ احرار کے اس افتراء کی قلعی کھول دے۔ اور مسلمانوں کو سمجھ دے کہ ان کے اس فریب میں نہ آئیں اور بے گناہوں کو بے وجہ ہدف ملامت نہ بنائیں کہ یہ فعل خدا تعالیٰ کی نگاہ میں پسندیدہ نہیں۔ فتح یہ نہیں کہ انسان جھوٹ سے لوگوں کو اشتعال دلاوے۔ فتح یہ ہے کہ انسان خدا تعالیٰ کے لئے سچائی پر قائم رہے۔ مکہ کے کافر بھی لوگوں کو رسول کریم ﷺ کے خلاف جھوٹ بول کر بھڑکا دیا کرتے تھے۔ پھر اگر آپؐ کے ادنیٰ خادموں اور جاں نثاروں کے خلاف احرار جھوٹ بول کر اشتعال دلانے کی کوشش کریں تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔ لیکن نہ آقا کے مقابلہ میں یہ دھوکہ دیر تک قائم رہا اور نہ اب خدا کے مقابلہ میں دیر تک قائم رہے گا۔ میں نے سچائی سے اور انصاف سے فیصلہ کرنا چاہا مگر ان لوگوں نے حیلوں اور حجتوں سے لوگوں کو دھوکا دینا چاہا۔ میرا خدا مجھے اسی طرح نہیں چھوڑے گا۔ وہ ان کے موجودہ اور آئندہ سب فریبوں سے مجھے محفوظ رکھے گا۔ اور اس کا ہاتھ رکے گا نہیں جب تک کہ وہ سچ کو سچ ثابت نہ کر دے کہ اس کی شان کے یہی مطابق ہے اور اس کی صفات حسنہ اسی کی متقاضی ہیں۔

وآخر دَعْوانا ان الْحَمْدُلِلّٰه ربّ العلمین۔

والسلام

خاکسار

میرزا محمود احمد امام جماعت احمدیہ قادیان

۲۱۔ نومبر ۱۹۳۵ء